OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.jirs.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:6, Issue:2, July – Dec 2021
DOI: **10.36476/JIRS.6:2.12.2021.09**, *PP: 81-94*

غیر مسلموں کے حقوق: خلافت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تناظر میں تحقیقی جائزہ

The Rights of Non-Muslims: A Research Analysis in the Context of the Caliphate of Umar Farooq (R.A)

Khalid Rasool
Ph.D. Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro
Hafeez ur Rehman Rajput
Lecturer, Islamic Studies,
Government College University, Hyderabad

Version of Record Online/Print: 28-12-2021
Accepted: 25-11-2021
Received: 31-07-2021

Abstract

Islam is the religion of peace and benevolence which strictly commands to act upon the rights of human beings, the rights of non-Muslims are also included in it. Various misunderstandings are found between Muslims and non-Muslims on the matter of rights of non-Muslim in Islamic faith which is breeding many flaws and bound to cause chaotic situation in the society. This article shows the wrong conception of the non-Muslims regarding the status of non-Muslims and their due rights in the caliphate of Hazrat Umar. The non-Muslims had misconception that they were maltreated and suffered injustice and were forced to accept Islam in the reign of Hazrat Umar. This article also emphasizes how non-Muslims should be treated in an Islamic state. It helps us to thoroughly analyze the proper rights enjoyed by the non-Muslims under the rule and provides as vital source to get rid of the standoff between Muslims and non-Muslims. It has been concluded through research that non-Muslims communities were provided exemplary rights and privileges under Hazrat Umar's caliphate. They were treated gently and based on such friendly behavior the non-Muslims embraced Islam. The exemplary manifestation of cordial behavior with non-Muslims community shows the coexistence and unity between world religions. It also enlightens those existing disputes and standoff can be eliminated if the rule of Hazrat Umar is followed regarding the treatment with non-Muslims. If a person has personal hatred or enmity with non-Muslim's citizens, then it is his individual matter not the religion of Islam should be blamed for it.

Keywords: *government, non-Muslims, sword, orientalist*

CC BY

تعارف

اسلام امن وسلامتی کا دین ہے جو غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتا ہے۔ اللہ رب العزت نے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے افراد کے ساتھ اہلِ ایمان کو عدل وانصاف کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ" (سورة المائدة:8)

"اے اہلِ ایمان! مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے انصاف پر مبنی شہادت دینے والے ہو جاؤ اللہ کے لیے اور کسی قوم کی سخت دشمنی تمھیں اس بات پر مشتعل نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو، عدل سے کام لیا کرو کہ وہ تقویٰ سے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، کوئی شک نہیں اللہ تمھارے کاموں سے خوب باخبر ہے۔"

اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

"لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ" (سورة الممتحنة: 8)

"اللہ تم کو اس بات سے نہیں روکتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین میں جنگ نہیں کی اور نہ تمھیں تمھارے گھروں سے بے دخل کیا ہے کہ تم ان سے بہتری کا سلوک کرو اور ان سے عدل وانصاف کا سلوک کرو، کوئی شک نہیں عدل وانصاف کرنے والوں کو اللہ پسند فرماتا ہے۔"

اس میں تمام غیر مسلم داخل ہیں خواہ معاہد ہوں یا حربی سب کے ساتھ عدل وانصاف مسلمانوں پر فرض کر دیا گیا ہے۔

ذمیوں کے حقوق کے سلسلے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"من قتل معاهدا في غير كنهه حرم الله عليه الجنة"[1]

"جو کوئی مسلمان کسی معاہد کو بغیر حق کے قتل کرے گا اللہ جنت کو اس پر حرام فرما دے گا۔"

حدیث میں لفظ "معاہد" استعمال ہوا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ ایسے غیر مسلم رعایا جو معاہدے کے ذریعے سے اسلامی مملکت کے شہری قرار پائے ہوں یا ایسی قوم و گروہ کے افراد جنھوں نے اسلامی مملکت کے ساتھ امن کا معاہدہ کر رکھا ہو۔ اسی طرح کسی بھی عہد میں کسی بھی مسلم حکومت کے باسیوں کو جو اس ریاست کے قانون کی پاسداری کرتے ہوں اور آئین کو تسلیم کرتے ہوں معاہد کہلائیں گے۔

قومی اور بین الاقوامی معاملات میں اسلام امن و رواداری کا سبق دیتا ہے۔ قرآن و حدیث کی ہدایات کے مطابق اگر دشمن قوم کا سفیر بھی آئے تو اس کا قتل ناجائز و حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس بہت سے مواقع پر غیر مسلم سفیر کی حیثیت سے آئے آپ ﷺ نے ان سے ہمیشہ عمدہ سلوک کا معاملہ فرمایا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة، وإن ريحها توجد من مسيرة أربعين عاما"[2]

"جس کسی نے بھی معاہد کا خون کیا وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہوگا، حالاں کہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔"

اسلامی حکومت کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ ذمیوں کو ظلم و زیادتی سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری انجام دے۔ اسلامی

حکومت میں اگر کسی غیر مسلم شہری پر ظلم وزیادتی ہو اور ریاست اسے انصاف مہیا نہ کرے تو اللہ کے رسول ﷺ نے قیامت کے دن ایسے مظلوم افراد کا مددگار بن کر ان کے حقوق دلوانے کا عہد فرمایا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ألا من ظلم معاهدا، أو انتقصه، أو كلفه فوق طاقته، أو أخذ منه شيئا بغير طيب نفس، فأنا حجيجه يوم القيامة"[3]

"خبردار ہو جاؤ! جس کسی نے بھی کسی معاہد پر ظلم کیا یا اس کے حق پر ڈاکہ ڈالا یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ وزن ڈالا یا اس کی مرضی کے بغیر کوئی چیز ہتھیالی تو میں قیامت کے روز اس کی طرف سے وکالت کروں گا۔"

انسانی فضیلت و عزت کے تحفظ کی مثال اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسلام کے پیروکاروں کو غیر مسلم کے جنازے کی تعظیم میں کھڑے ہونے کی ترغیب دی ہے۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"كان سهل ابن حنيف، وقيس بن سعد بن عبادة بالقادسية، فمر عليهما بجنازة، فقاما، فقيل لهما: إنها من أهل الأرض، فقالا: مر على رسول الله ﷺ بجنازة فقام، فقيل له: إنه يهودي، فقال: أليست نفسا؟"[4]

"حضرت سہل بن حنیف اور حضرت قیس بن سعد بن عبادہ قادسیہ میں تھے ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا وہ کھڑے ہو گئے لوگوں نے کہا کہ یہ بھی ایک زمین کا رہنے والا ہے (پھر کس وجہ سے کھڑے ہوتے ہو؟) انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے لوگوں نے کہا کہ یہ جنازہ یہودی کا تھا۔انہوں نے کہا کہ کیا یہ روح نہیں ہے۔) مطلب یہ ہے کہ کیا یہ انسان نہیں ہے کہ جس کا احترام کیا جائے۔"

غیر مسلموں کے حقوق یا غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک کیسا ہونا چاہیے ایک نہایت اہم اور سنجیدہ مسئلہ ہے اور عصرِ حاضر کی ضرورت بھی ہے۔بعض مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ذہنوں میں اس معاملے میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اپنے اس سخت گیر مؤقف کے سبب نہ صرف یہ کہ معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے بلکہ بین الاقوامی سطح کے حالات بھی متاثر ہوتے ہیں۔خلیفۂ راشد حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی سلطنت کو بہت زیادہ وسعت حاصل ہوئی اور مفتوحہ علاقوں کے غیر مسلم کثیر تعداد میں اسلامی ریاست کے شہری قرار پائے۔حضرت عمر فاروقؓ کا دورِ حکومت اسلامی تاریخ کا سنہری دور کہلاتا ہے جو کہ ہر ریاست کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے اس دورِ حکومت میں غیر مسلموں کے حقوق اور ان سے کیا گیا سلوک رہنمائی کا ذریعہ ہے۔زیرِ نظر مقالہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں غیر مسلموں کے حقوق کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

بنیادی سوالاتِ تحقیق

۱۔ حضرت عمرؓ نے اسلامی ہدایات کے مطابق غیر مسلموں کے حقوق کی ادائیگی کی؟

۲۔ خلافتِ عمرؓ میں اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا اور لوگوں کو دباؤ کے تحت اسلام کی طرف مائل کیا گیا؟

۳۔ عہدِ عمرؓ میں غیر مسلم شہریوں سے غیر منصفانہ اور تشدد پر مبنی سلوک روا رکھا گیا؟

۴۔ خلافتِ عمرؓ کی روشنی میں غیر مسلم اقلیت کے ساتھ کس طرح کا رویہ اختیار کیا جائے؟

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت، فتوحات، کارناموں اور خدمات پر بہت کچھ علمی کام کیا گیا ہے۔ محققین نے خلافتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کے عدالتی نظام، عدل وانصاف، اشاعتِ تعلیم و دیگر جہتوں پر تحقیقی کام کیا ہے۔ اس ضمن میں "حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدل وانصاف اور معاشرے پر اس کے اثرات" پی ایچ ڈی مقالہ عبدالوہاب خان نے شعبہ القرآن والسنہ کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی سے ڈاکٹر مسرت جہاں کی زیر نگرانی تحقیقی کام کیا ہے۔ مقالہ نگار کی اس مقالہ کے لیے تحقیقی کاوشیں قابلِ ستائش ہیں۔ "عہدِ فاروقؓ میں غیر مسلموں سے کئے گئے معاہدات کا فقہی مطالعہ" یہ مقالہ برائے ایم فل حافظ مقبول احمد نے ڈاکٹر محمد اسحاق (سابق وائس چانسلر محی الدین اسلامی یونیورسٹی) کے زیرِ نگرانی کلیہ عربی وعلومِ اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے تحقیقی کام کیا ہے۔ "حضرت عمر فاروقؓ کے سرکاری خطوط" یہ کتاب ڈاکٹر خورشید احمد فاروق کی تحریر کردہ ہے جو دہلی یونیورسٹی کے پروفیسر رہ چکے ہیں۔ ڈاکٹر خورشید نے حضرت عمرؓ کے خطوط جمع کرنے، ترتیب دینے اور ان کا پس منظر معلوم کرنے کی بہترین کوشش کی ہے۔

تاہم خلافتِ عمرؓ میں غیر مسلموں کے حقوق کے حوالے سے کوئی خصوصی کام نہیں ہوا۔ ضرورت محسوس ہوئی کہ اس پہلو پر تحقیقی کام کیا جائے۔

خلافتِ عمرؓ میں غیر مسلموں کے حقوق

فقہاء کرام نے احکام کے لحاظ سے غیر مسلموں کی چار قسمیں بیان کی ہیں:

(الف) اہلِ ذمہ: ایسے غیر مسلم جو کسی اسلامی سلطنت سے وفاداری کا عہد کرکے اس سلطنت میں رہائش اختیار کریں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کا تعلق ان سے صرف مصالحانہ ہی نہیں کہ ان کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں بلکہ محافظانہ بھی ہے کہ ان کی مکمل حفاظت کا ذمہ لیا گیا ہے۔ ایسے غیر مسلموں کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(اول) ایسے غیر مسلم جنھوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا پھر فوجی قوت کی ذریعے سے ان کا ملک فتح کیا گیا اور وہ شکست خوردہ ہو کر اسلامی سلطنت کے وفادار شہری بننے پر آمادہ ہو گئے۔

(دوم) ایسے غیر مسلم جو پہلے ہی سے صلح کا معاہدہ کرکے اسلامی سلطنت کا حصہ بن گئے۔ ان دونوں گروہ کے شہری حقوق مسلمانوں کے برابر ہوتے ہیں البتہ ان سے فوجی خدمات نہیں لی جاتیں بلکہ ان پر ایک معمولی ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ یہ ٹیکس اسلام کے مقررہ کردہ قانون کے مطابق لیا جاتا ہے اور اس میں بھی ان کی مالی حالت کی رعایت اور باسہولت ادائیگی کی نرمی کی جاتی ہے جب کہ بے روزگار، معذور، عورتیں اور بچے اس ٹیکس سے بری الذمہ ہوتے ہیں۔ دوسرے قسم کے گروہ سے یہ ٹیکس معاہدے کے مطابق لیا جاتا ہے جو مصالحت کے وقت آپس میں طے ہوئے اس میں کمی بیشی کا اختیار کسی امیر یا سربراہ مملکت کو نہیں ہوتا۔

(ب) مستأمن: ایسا غیر مسلم جو کسی دوسری مملکت کا باشندہ ہو اور تجارت یا کسی دوسری غرض سے وقتی طور پر اجازت لے کر اسلامی سلطنت میں آیا ہو اسے مستأمن کہتے ہیں۔ اسلامی قانون کے مطابق اس کو ایک سال سے زیادہ قیام کی اجازت نہیں دی جاتی، اس پر کوئی ذاتی ٹیکس نہیں لگایا جاتا، تجارتی ٹیکس اسی شرح سے لیا جاتا ہے جس شرح سے ان کی مملکت مسلمانوں سے وصول کرتی ہے۔ اگر ان کی مملکت مسلمانوں پر ظلم کرے اور تمام مال چھین لے تو اسلامی مملکت اس کا بدلہ اپنے آنے والے تاجر سے نہیں لیتی بلکہ اپنے قانون کے مطابق تجارتی عشر وصول کرتی ہے۔ ایسے غیر مسلم کی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت اسلامی

سلطنت پر ایسے ہی فرض ہے جیسے مسلمانوں اور ذمیوں کی حفاظت۔

(ج) حلیف یا معاہد: ایسے غیر مسلم جو اپنی سلطنت میں رہتے ہوئے اسلامی سلطنت سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کرلیں۔اس کا حکم یہ ہے کہ جو معاہدہ جن شرائط پر ان سے کرلیا گیا ہے اس کی پابندی ظاہری و باطنی طور پر پوری کی جائے۔

(د) حربی: ایسے غیر مسلم جن سے مذکورہ بالا اقسام معاہدات میں سے کسی قسم کا معاہدہ نہ ہو۔اسلام نے ان کو بھی عام انسانی حقوق کی رعایت کا حکم دیا ہے کہ میدان جنگ میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کیا جائے۔ان کے مذہبی پیشواجو مشغول عبادت ہوں ان کو نہ مارا جائے قتل صرف اس کو کیا جائے جو قتال کے لیے سامنے آئے اور اس کی بھی ناک، کان وغیرہ کاٹ کر صورت بگاڑی نہ جائے۔[5]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"لا اکراہ في الدین" (سورۃ البقرۃ: 256)

"دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے"

آزادی انسان کا حقیقی اور بنیادی حق ہے اس آزادی کا ثبوت سب سے پہلے قرآن مجید سے ملتا ہے اس سلسلے میں توحید کی دعوت کے لیے بھی انسان کو پوری آزادی دی گئی ہے۔

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ایک دن ایک عیسائی عورت کسی غرض سے آئی۔آپؓ نے فرمایا: مسلمان ہو جاؤ تم محفوظ ہو جاؤ گی، یقیناً اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو برحق مبعوث فرمایا ہے۔یہ فرمان سن کر اس عیسائی عورت نے کہا: میں ایک بوڑھی عورت ہوں اور موت کے قریب ہوں۔حضرت عمرؓ نے اس کی ضرورت فوراً پوری کردی لیکن اس کے بعد دل میں خیال آیا کہ شاید انھوں نے اس عورت کو اس کی ضرورت کے بدلے جبراً اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کی ہے۔اس پر انھوں نے کثرت سے استغفار کیا اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! میں نے صرف اس کی رہنمائی کی ہے اسے مجبور نہیں کیا۔[6]

ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے ایک عیسائی غلام "اسق" [7] نے بیان کیا:

"كنت مملوكا لعمر بن الخطاب وأنا نصراني. فكان يعرض علي الإسلام ويقول: إنك لو أسلمت استعنت بك على أمانتي فإنه لا يحل لي أن أستعين بك على أمانة المسلمين ولست على دينهم. فأبيت عليه فقال: لا إكراه في الدين. فلما حضرته الوفاة أعتقني وأنا نصراني وقال: اذهب حيث شئت"[8]

"میں ایک عیسائی غلام تھا۔مجھے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مسلمان ہو جاؤ ہم تم سے مسلمانوں کے معاملات میں مدد لینا چاہتے ہیں لیکن ہمارے لیے ممکن نہیں کہ ہم کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے معاملات کا کوئی عہدہ دیں لیکن میں نے ان کی بات ماننے سے انکار کردیا۔اس پر انھوں نے ارشاد فرمایا: دین اسلام اختیار کرنے میں کسی پر کوئی جبر نہیں ہے۔جب ان کی شہادت کا وقت قریب آیا تو انھوں نے مجھے آزاد کرتے ہوئے فرمایا: جہاں دل چاہے چلے جاؤ۔"

آپؓ کے دورِ حکومت کا ایک واقعہ امام مالکؒ سعید بن مسیبؒ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک یہودی کا ایک مسلمان سے جھگڑا ہو گیا جب اس مقدمے کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغور جائزہ لیا تو یہودی کا مؤقف صحیح پایا چنانچہ انہوں

نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا اس پر یہودی نے بے ساختہ کہا: اللہ کی قسم! آپ نے برحق فیصلہ فرمایا ہے۔[9]

حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اہلِ قدس کو جو امان دی تھی اس کے الفاظ اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کو میسر مذہبی آزادی کا دستور ہے۔

"بسم الله الرحمن الرحيم، هذا ما أعطى عبد الله عمر أمير المؤمنين أهل إيلياء من الأمان، أعطاهم أماناً لأنفسهم وأموالهم، ولكنائسهم وصلبانهم، وسقيمها وبريئها وسائر ملتها، أنه لا تسكن كنائسهم ولا تهدم، ولا ينتقص منها ولا من حيزها، ولا من صليبهم، ولا من شيءٍ من أموالهم، ولا يكرهون على دينهم، ولا يضار أحدٌ منهم، ولا يسكن بإيلياء معهم أحدٌ من اليهود"[10]

"اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے عمر بن الخطاب امیر المومنین نے ایلیا کو دی۔ ان کی جانوں، ان کے اموال، ان کے کلیساؤں، ان کی صلیبوں اور ان کی ساری ملت کو امان دی گئی ہے۔ ان کے گرجوں کو بند کیا جائے نہ گرایا جائے، نہ ہی ان میں کمی کی جائے اور نہ ان کے احاطوں کو تنگ کیا جائے، اور نہ ان کی صلیبوں میں کمی کی جائے اور نہ ہی ان کے اموال میں کمی کی جائے اور کسی کو اپنا دین چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے، اور نہ کسی کو تکلیف پہنچائی جائے اور نہ ان کے ساتھ (جبراً) یہودیوں میں سے کسی کو ٹھہرایا جائے)۔ کیونکہ اس زمانہ میں مسیحی لوگوں اور یہود میں بڑی عداوت تھی۔"

عہد نامہ نصاریٰ اہل قدس ۱۵ ہجری میں تحریر کیا گیا اور خالد بن ولید، عمرو بن عاص، عبدالرحمٰن بن عوف اور معاویہ بن سفیان اس معاہدے کے گواہ ہوئے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ وہ مذہبی آزادی جس کی ضمانت اسلام نے تمام اہل زمین کو دی ہے، اس جیسی آزادی دنیا میں ملنا مشکل ہے۔ مزید یہ کہ اسلام کی یہ روایت کہ اس کا غلبہ کسی علاقے پر قائم ہو چکا ہو، اس کے باوجود مخالف دین کے ماننے والوں کو مذہبی طور پر ترقی کرنے اور اپنے مذہب کو قائم رکھنے کے اسباب مہیا کیے جائیں، کہیں بھی نہیں ملتی۔[11]

اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کے ہیں، ان حقوق میں سب سے پہلا حق جو اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرے کی جانب سے انھیں حاصل ہے وہ تحفظ کا حق ہے جو انھیں ہر قسم کی خارجی و داخلی ظلم و زیادتی کے خلاف حاصل ہوگا تاکہ وہ پوری طرح پرامن وپرسکون زندگی بسر کر سکیں۔

حضرت عمرؓ نے اسلامی معاشرے میں مذہبی آزادی کے سلسلے میں یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں اپنی حکمت عملی مختصر طور پر اس طرح بیان فرمائی:

"ہم نے ان کے ساتھ یہ معاہدہ کیا ہے کہ ہم ان کے گرجا گھروں کو تباہ نہیں کریں گے وہ اپنی مرضی کے مطابق وہاں عبادت کر سکتے ہیں ہم ان پر طاقت و ہمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالیں گے اگر ان کا کوئی دشمن ان پر حملہ کرے گا تو ان کا دفاع کریں گے، ہم ان کے معاملات کے بارے میں ان کے عدالتی احکامات کے راستے میں حائل نہیں ہوں گے البتہ اگر وہ ہم سے کوئی فیصلہ کرانا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"[12]

حضرت عمرؓ نے شام کے گورنر حضرت ابو عبیدہؓ کو جو فرمان لکھا تھا اس میں دیگر احکام کے علاوہ یہ بھی درج تھا:

"وامنع المسلمين من ظلمهم والإضرار بهم وأكل أموالهم إلا بحلها"[13]

"مسلمانوں کو ان غیر مسلم شہریوں پر ظلم کرنے، انہیں ضرر پہنچانے اور ناجائز طریقہ سے ان کا مال کھانے سے سختی کے ساتھ منع کرو۔"

دین اسلام میں ذمیوں کی جان و مال کا تحفظ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے اگر کوئی مسلم ان کو ناحق قتل کرے گا تو اسے بھی قصاص دینا پڑے گا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں یہ حکم جاری فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو قتل کرے گا تو قصاص میں اسے قتل کر دیا جائے۔ شام میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا تھا، حضرت عمرؓ نے اس مسلمان کو قصاص میں قتل کرادیا۔[14]

اسلام انسانیت سے باہمی عمدہ سلوک کرنے اور مخلوق خدا کی خدمت کا درس دیتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"خير الناس من ينفع الناس"[15]

"بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔"

خلافت عمرؓ میں کمزور، معذور اور بوڑھے غیر مسلم شہریوں کا نہ صرف ٹیکس معاف کر دیا گیا بلکہ بیت المال سے ان کی اور ان کے اہل و عیال کی کفالت بھی کی گئی اگر کسی غیر مسلم اہل ذمہ کو کسی وقت جزیہ کے ادا کرنے میں دشواری ہوتی تو حضرت عمرؓ ان سے جزیہ معاف فرمادیتے۔ آپؓ نے اپنے ماتحت حکام کو غیر مسلم شہریوں سے حسن سلوک کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ ان پر ٹیکس عائد کرنے اور اس کی وصولی میں رعایت کے احکامات جاری فرمائے۔ حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام اسلم بیان کرتے ہیں:

"أن عمر رضي الله عنه كتب إلى أمراء الأجناد: أن لا يضربوا الجزية على النساء، ولا على الصبيان"[16]

"حضرت عمرؓ نے سپہ سالاروں کو خط لکھا کہ وہ غیر مسلم عورتوں اور بچوں پر ٹیکس نافذ نہ کریں۔"

محمد سالم الحضر "البلاغ العمریہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"فإن عمر رضي الله عنه اتي بمال كثير، قال ابو عبيد: واحسبه من الجزية. فقال: إني لاظنكم قد اهلكتم الناس، قالوا: لا، والله، ما اخذنا إلا عفوا صفوا. قال: بلا سوط ولا بوط. قالوا: نعم. قال: الحمد الله الذي لم يجعل ذلک علي يدي ولا في سلطاني"[17]

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کثیر مال لایا گیا. ابو عبیدہؓ نے کہا: میرا خیال ہے کہ وہ ٹیکس سے حاصل کردہ مال تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم نے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم نے یہ ٹیکس معافی اور نرمی کے ساتھ ہی وصول کیا ہے. آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بغیر کسی سختی کے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپؓ نے دعا کی: تمام تعریفیں اس اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میرے ہاتھ سے اور میری حکمرانی میں غیر مسلموں پر یہ زیادتی نہیں ہونے دی۔"

"کتاب الخراج" میں ابو یوسف اس واقعہ کو تحریر فرماتے ہیں، ایک مرتبہ عمرؓ شام کے دورے پر تھے آپؓ نے دیکھا کہ ان کے عامل ٹیکس وصول کرنے کے لیے غیر مسلم شہریوں کو دھوپ میں کھڑا کر کے سزا دے رہے ہیں. اس پر آپؓ نے فرمایا:

"فدعوهم، لا تكلفوهم ما لا يطيقون؛ فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:"لا تعذبوا الناس فإن الذين يعذبون الناس في الدنيا يعذبهم الله يوم القيامة"[18]

"ان کو چھوڑ دو، ان کو ہرگز تکلیف نہ دو جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے، میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں کو عذاب نہ دو، بے شک جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن عذاب دے گا۔"

ہشام بن حکیم نے حمص کے ایک سرکاری افسر عیاض بن غنم کو دیکھا کہ اس نے ایک غیر مسلم قبطی کو ٹیکس وصول کرنے کے لیے دھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے۔ اس پر انہوں نے اسے ملامت کی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے:

"إن الله تبارك وتعالى يعذب الذين يعذبون الناس في الدنيا"[19]

"بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔"

امام ابویوسف اس روایت کو بیان کرتے ہیں:

"مر عمر بن الخطاب رضي الله عنه بباب قومٍ وعليه سائلٌ يسأل: شيخٌ كبيرٌ ضرير البصر، فضرب عضده من خلفه، وقال: من أي أهل الكتاب أنت؟ فقال: يهودي. قال: فما ألجأك إلى ما أرى؟ قال: أسأل الجزية والحاجة والسن. قال: فأخذ عمر بيده، وذهب به إلى منزله فرضخ له بشيء من المنزل، ثم أرسل إلى خازن بيت المال فقال: انظر هذا وضرباءه؛ فوالله ما أنصفناه أن أكلنا شبيته ثم نخذله عند الهرم "إنما الصدقات للفقراء والمساكين" والفقراء هم المسلمون وهذا من المساكين من أهل الكتاب، ووضع عنه الجزية وعن ضربائه"[20]

"حضرت عمر بن خطابؓ ایک قوم کے دروازے کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہاں ایک سائل بھیک مانگ رہا تھا جو نہایت ضعیف اور نابینا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے بازو پر پیچھے سے ہاتھ رکھا اور کہا کہ تم اہل کتاب کے کس گروہ سے ہو؟ اس نے کہا کہ یہودی ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھے اس امر پر کس نے مجبور کیا جو میں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا کہ میں ٹیکس کی ادائیگی اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے بڑھاپے (میں کمانہ سکنے) کی وجہ سے بھیک مانگتا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے گھر لے گئے اور اسے اپنے گھر سے کچھ مال دیا۔ پھر اسے بیت المال کے خازن کی طرف بھیجا اور کہا کہ اسے اور اس قسم کے دوسرے لوگوں کو دیکھو. خدا کی قسم! ہم نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ ان کی جوانی سے تو ہم نے فائدہ اٹھایا اور بڑھاپے میں انھیں رسوا کر دیا۔ (پھر آپ نے یہ آیت پڑھی "بے شک صدقات فقراء اور مساکین کے لئے ہیں" اور فرمایا: "فقراء سے مراد مسلمان ہیں اور یہ اہل کتاب (غیر مسلم شہری) مساکین میں سے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اور اس جیسے دیگر کمزور لوگوں سے ٹیکس ختم کر دیا۔"

آغاز اسلام سے پہلے جزیہ ٹیکس کا آغاز نوشیرواں نے کیا تھا اور عرب کے وہ صوبے جو ایرانیوں کی عملداری میں تھے وہ اس سے خوب آگاہ تھے اسی لیے جب یمن کے عیسائی (اہل نجران) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے قبول اسلام سے معذرت کی لیکن ساتھ ہی جزیہ ادا کرنے پر رسول اللہ ﷺ سے صلح کر لی۔ اسلام کی تاریخ کی میں یہ پہلا جزیہ ہے جو وصول کیا گیا۔

بہت سی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جزیہ اس ذمہ داری کا معاوضہ تھا جو مسلمان ان کی حفاظت اپنے ذمہ لیا کرتے تھے

اور ایسا بھی ہوا کہ جب کبھی مسلمانوں نے محسوس کیا کہ وہ اس ذمہ داری کو پورا نہیں کر سکتے تو انھوں نے جزیہ کی وصول شدہ رقم واپس کر دی۔ جیسا کہ جنگ یرموک سے پہلے جب مسلمانوں نے جنگی حکمت عملی کے تحت حمص وغیرہ کو خالی کرنا ضروری سمجھا تو اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے تمام ماتحت جرنیلوں کو حکم بھیجا کہ اپنے اپنے علاقوں سے جو جزیہ اور خراج انھوں نے وصول کیا ہے وہ لوگوں کو واپس کر دیں اور انھیں بتائیں کہ تمھاری حفاظت کی ذمہ داری جو ہم نے قبول کی تھی جس کے بدلے تم نے ہمیں یہ رقوم دی تھیں اس وقت ہم اس کو نبھانے سے قاصر ہیں اس لیے یہ واپس کر رہے ہیں۔ اگر رب العزت نے ہمیں دشمن پر کامیابی دی تو جو معاہدہ ہمارے اور تمھارے درمیان ہو چکا ہے وہ بحال رہے گا۔ اگر تم نے اس معاہدے کو نہ توڑا تو ہم اس کی پابندی کریں گے۔ جب وہاں کے لوگوں نے مسلمانوں کا یہ سلوک دیکھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے وہ دعائیں مانگنے لگے کہ اللہ کریم تمھیں پھر واپس لائے اور دشمن پر غلبہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو پھر ہمارے پاس واپس لائے اور تمھاری مدد فرمائے۔ اگر وہ رومی ہوتے تو ہمیں ٹکا بھی واپس نہیں کرتے۔[21]

حضرت عمرؓ کو اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اقلیتوں کا خیال رہا حالانکہ ایک اقلیتی فرقہ ہی کے فرد نے آپؓ کو شہید کیا اس کے باوجود آپؓ نے فرمایا:

"وأوصيه بذمة الله، وذمة رسوله صلى الله عليه وسلم، أن يوفى لهم بعهدهم، وأن يقاتل من ورائهم، ولا يكلفوا إلا طاقتهم"[22]

"میں اپنے بعد والے خلیفہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ میں آنے والے غیر مسلم شہریوں کے بارے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے بوقت ضرورت لڑا بھی جائے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔"

حضرت عمرؓ نے پوری اسلامی ریاست میں علاقائی حکام اور گورنروں کو سختی کے ساتھ یہ ہدایات دی تھیں کہ وہ غیر مسلموں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ ذمیوں کے حقوق کی پاسداری، ان کے ساتھ کیے گئے وعدوں اور معاہدوں کا احترام، شریعت کے مطابق ان کے حقوق کی حفاظت، ان سے مسلمانوں کے حقوق کا مطالبہ، ان کی نگہداشت اور ان پر ظلم کرنے والوں کا شرعی احکام کے مطابق محاسبہ، یہ تمام باتیں علاقائی گورنروں اور حکام کی ذمہ داریوں میں شامل تھیں۔ حاکم وقت حالات کے پیش نظر ذمیوں سے مصالحت کرنے سے پہلے ان پر کچھ شرائط عائد کرتا تھا، اس کے بعد طے شدہ شرائط کے مطابق ذمی اپنے واجبات ادا کرتے تھے اور اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے تھے۔

مستشرقین کی رائے

پروفیسر فلپس ہٹی "ہسٹری آف دا عرب" میں لکھتے ہیں:

"ذمیوں کو یہ اجازت حاصل تھی کہ وہ اپنی برادری کے سربراہوں کے نظام کے زیر اثر اپنے مذہبی قوانین کے تحت اپنے مذہبی معاملات کو چلائیں یہ حق جسے عرب حکومتوں نے قائم رکھا تھا اس کے بعد ترک بادشاہوں نے بھی اسی طریقہ کار پر عمل کیا تھا۔"[23]

پروفیسر فلپس ہٹی مزید بیسویں باب میں تحریر کرتے ہیں:

"سب ذمیوں کو ان کے اپنے اپنے مذہبی پیشواؤں کے زیر سربراہی آزادانہ حیثیت دی گئی تھی۔"[24]

فلپس اسی باب میں صفحہ نمبر ۲۳۱ پر لکھتے ہیں:

"تیرہ (۱۳) صدی ہجری تک شام کا بڑا حصہ عیسائی ہی رہا۔ حقیقت میں لبنان بھی فتح ہونے کے بعد عرصۂ دراز تک عقیدے کے حوالے سے عیسائی ہی رہا حالاں کہ وہاں ان علاقوں میں عربی زبان بولی جاتی تھی۔"

مشہور مستشرق منٹگمری واٹ لکھتے ہیں:

"عرب مسلم حاکمین کے دور حاکمیت میں عیسائی بحیثیت ذمیوں کے خود کو یونانی و بازنطینی حکمرانوں کی حکومت میں رہنے سے زیادہ مسرور و شادمان اور بہتر محسوس کرتے تھے۔"[25]

حاصل بحث

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں غیر مسلم شہریوں کے بنیادی حقوق سے متعلق درج ذیل قوانین سامنے آتے ہیں:

- مسلمان اور غیر مسلمان شہری مساوی عدل وانصاف کے حق دار ہیں۔
- غیر مسلم باسیوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت سلطنت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔
- مسلم اور غیر مسلم کی حرمت خون یکساں ہے۔
- ذمیوں کو خارجی و داخلی خطرات سے محفوظ رکھنا سلطنت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔
- مسلم اور غیر مسلم شہری کے حقوق وفرائض مساوی ہیں۔
- غیر مسلم سفیروں کو تحفظ فراہم کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔
- ذمیوں کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی پوری آزادی ہے۔
- ذمیوں کو سلطنت اسلامیہ میں مذہبی رسومات اور عبادات کی پوری آزادی ہے۔
- ذمیوں کے تمام مذاہب کی حرمت کا تحفظ سلطنت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔
- معذوری، بڑھاپے اور غریبی میں ذمیوں کا خصوصی خیال رکھنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔
- مذہبی رہنماؤں کو تحفظ فراہم کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

نتائج بحث

- اسلام نہ صرف اہل اسلام کی عزت وآبرو اور جان ومال کی حفاظت چاہتا ہے بلکہ اسلامی مملکت کی سرحدوں میں رہنے والے غیر مسلم شہریوں اور معاہدین کی عزت وآبرو اور جان ومال کو بھی مساوی تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔
- شریعت اسلامیہ نے اہل اسلام کے حقوق کے تحفظ کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کو بھی برابر کا شریک کیا ہے اور اس سلسلے میں اپنے ماننے والوں اور نا ماننے کے مابین کوئی فرق روا نہیں رکھا، اسلامی سلطنت کے غیر مسلم باسیوں کے حقوق مسلم شہریوں ہی کی طرح ہیں۔ انسان ہونے کے ناطے ان میں کوئی تفریق نہیں۔
- ایک اسلامی ریاست میں مقیم ذمیوں کی جان ومال اور عزت کی حفاظت اس ریاست کے مسلمانوں پر بالعموم اور ریاست اسلامیہ پر بالخصوص لازم ہے۔
- حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں اسلامی احکامات کے مطابق مذہبی آزادی تھی، مفتوحہ علاقوں اور شہروں میں اسلامی حکومت کے قیام کے باوجود غیر مسلم شہریوں کے مذہب اور عقیدے کو بدلنے میں کوئی دباؤ یا سختی کو جائز نہیں سمجھا

جاتا تھا، اسی وجہ سے وہ فتوحات کے بعد بھی اپنے مذہب اور عقیدے پر برقرار رہے اور اسلامی حکومتوں کو اس پر کوئی اختلاف یا انکار نہ ہوتا تھا۔

- عہد فاروقیؓ میں غیر مسلم شہریوں کے تحفظ اور حقوق کے ساتھ ساتھ انسانی جان کا وقار اور احترام اس قدر بڑھا کہ مفتوحہ علاقوں کے ذمی اسلامی مملکت میں خود کو زیادہ آزاد اور محفوظ سمجھنے لگے۔
- خلافت فاروقیؓ میں غیر مسلم رعایا کا حد درجے خیال رکھا گیا، ان کو ان کے پورے حقوق دیئے گئے اسی عمدہ سلوک کی وجہ سے غیر مسلم اسلام کی طرف راغب ہوئے۔
- یہ تاثر قطعاً غلط ہے کہ خلافت عمرؓ میں اسلام تلوار کے ذریعے سے پھیلا اور لوگوں کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا۔ مذہب جبراً تبدیل نہیں کرایا جاسکتا اور نا ہی یہ دیرپا رہ سکتا ہے۔
- اسلام نے اپنی تشہیر کے لیے کبھی بھی طاقت کا استعمال نہیں کیا اس کی شہادت خود بہت سے مستشرقین نے دی ہے اور اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اسلام نے کبھی بھی کلمۂ شہادت پڑھوانے اور اپنی جماعت میں شامل کرنے کے لیے تلوار یا جبری سیاسی منصوبوں کو اختیار نہیں کیا و گرنہ دنیا کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں کی طویل حکمرانی کے بعد ان علاقوں میں مسلمان اقلیت میں نہ رہتے۔
- خلافت عمرؓ میں غیر مسلموں سے کیا گیا سلوک اتحاد بین المذاہب کے لیے نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔
- کوئی فرد غیر مسلم شہریوں سے بغض و عناد رکھتا ہے تو یہ اس کا ذاتی فعل ہے اس سلسلہ میں اسلام کو قصوروار تصور نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ اسلام اس کا حکم نہیں دیتا۔

سفارشات

- حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی ہدایات کے مطابق غیر مسلموں کے حقوق دیئے گئے اور ان سے حسن سلوک کا معاملہ کیا گیا اس دور کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے، اس سلسلہ میں اسکولز و کالجز کے نصاب میں خصوصی طور پر اس مضمون کو شامل کیا جائے تاکہ عوام الناس بہتر طور پر باخبر ہوں اس سے مذہبی شدت کو ختم کیا جاسکتا ہے کسی کو اس کے مکمل حقوق دے کر اور ان سے حسن سلوک کا معاملہ کرکے ہی کسی کے دل میں جگہ بنائی جاسکتی ہے اور اسے اپنی طرف راغب کیا جاسکتا ہے۔
- حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں غیر مسلم رعایا کے ساتھ جو بہترین سلوک کیا گیا اس کو اجاگر کرنے سے مسلم اور غیر مسلم کے مابین تحفظات و کشیدگی کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

---

[1] Sulaymān bin Dāw'ūd Al Ṭayālasī, *Al Musnad* (Egypt: Dār Hijr, 1999), Ḥadīth # 920; 'Abdullah bin 'Abd al Raḥmān al Samarqandī Al Dārmī, *Al Sunan*, ed. Ḥusayn Salīm, 1st ed. (Riyadh: Dār al Mughnī lil Nashr wal Tawzī', 2000), Ḥadīth # 1267.

ابو داؤد الطیالسی، سلیمان بن داؤد، مسند ابی داؤد، دار ہجر، مصر، ۱۹۹۹ء، حدیث رقم: ۹۲۰۔ الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن الدارمی،

المملکۃ العربیہ السعودیہ، دار المغنی للنشر والتوزیع، ۲۰۰۰ء، حدیث رقم: ۲۵۴۶

[2] Muḥammad bin Ismā'īl Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī* (Dār Ṭawq al Najāh, 1422), Ḥadīth # 3166.

امام بخاری، محمد بن إسماعیل ابو عبداللہ، صحیح البخاری، باب اثم من قتل معاھدا بغیر جرم، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، حدیث رقم: ۳۱۶۶

[3] Sulaymān bin Ash'ath 'Abū Daw'ūd, *Sunan Abī Dāw'ūd* (Beirūt: Maktabah 'Aṣariyyah, n.d.), Ḥadīth # 3052.

ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، بیروت، المکتبۃ العصریہ صیدا، حدیث رقم: ۳۰۵۲

[4] Aḥmad bin Shu'ayb Al Nasa'ī, *Al Sunan*, 3rd ed. (Eleppo: Maktab al Maṭbū'āt al Islāmī, 1986), Ḥadīth # 1921.

النسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی، حلب، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، ۱۹۸۶ء، حدیث رقم: ۱۹۲۱

[5] Muftī Muhammad Shafī', *Jawāhir al Fiqh* (Karachi: Maktabah Dārul 'Ulūm, 2010), 2: 291-294.

محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان، جواہر الفقہ، کراچی، مکتبہ دار العلوم، ۲۰۱۰ء، ۲: ۲۹۱-۲۹۴

[6] Muḥammad bin Mukrram Ibn Manẓūr, Mukhtaṣar Tārīkh Dimishq Li Ibn 'Asākir (Damascus: Dār al Fikr, 1984), 4: 329.

ابنِ منظور، محمد بن مکرم بن علی بن احمد، مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، دمشق، دار الفکر، ۱۹۸۴ء، ۴: ۳۲۹

[7] کچھ روایات میں اس عیسائی غلام کا نام اشق بیان ہوا ہے

[8] Sa'īd bin Manṣūr Al Jawzjānī, *Sunan Sa'īd Bin Manṣūr* (Dār al Ṣamī'ī, 1997), Ḥadīth # 431; Muḥammad bin Sa'd Ibn Sa'd, *Al Ṭabaqāt Al Kūbra*, (Beirūt: Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1990), 6: 202; Aḥmad bin 'Abdullah Abū Nu'aym Al Asphānī, *Ḥilyah al Awlīyā' Wa Ṭabaqāt al Asafīyā'* (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1409), 9: 34; Muḥammad Sālīm Al Ḥaḍar, *Al Balāghah al 'Umariyyahh* (Mubaratul Āāl wal Aṣḥāb, 2016), 208.

الجوزجانی، سعید بن منصور، سنن سعید بن منصور، باب تفسیر سورۃ البقرہ، دار الصمیعی، ۱۹۹۷ء، حدیث رقم: ۴۳۱- ابن سعد، محمد ابن سعد، الطبقات الکبری، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰ء، ۶: ۲۰۲- ابو نعیم الاصفہانی، احمد بن عبداللہ، حلیۃ الاولیا وطبقات الاصفیاء، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۹ھ، ۹: ۳۴- محمد سالم الحضر محمد، البلاغۃ العمریۃ، مبرۃ الآل والاصحاب، ۲۰۱۶ء، ص: ۲۰۸

[9] 'Abd al Raḥmān bin 'Abdullah Ibn 'Abd al Ḥakam, *Futūh Miṣr Wa Maghrib* (Maktabah al Thaqāfah al Dīniyyah: 1415 AH, n.d.), 256.

ابنِ عبد الحکم، عبد الرحمٰن بن عبداللہ، ابو القاسم المصری، فتوح مصر والمغرب، مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، ۱۴۱۵ھ، ص: ۲۵۶

[10] Muḥammad bin Jarīr Al Ṭabarī, *Tārīkh Al Ṭabarī* (Beirūt: Dār al Turāth, n.d.), 3: 609; Muḥammad Suhayl Ṭaqqūsh, *Tārīkh al Khulaf ā' al Rāshidīn: Al Fatūḥāt wal Injāzāt al Siyāsiyyah* (Dār Al Nafāyis, 2003), 1: 274; Al Ḥaḍar, *Al Balāghah al 'Umariyyahh*, 1: 325.

ابنِ جریر الطبری، ابو جعفر محمد، تاریخ طبری، دار التراث، بیروت، ۱۳۸۷ھ، ۳: ۶۰۹- محمد سہیل طقوش، تاریخ الخلفاء الراشدین الفتوحات والانجازات السیاسیۃ، دار النفائس، ۲۰۰۳ء، ۱: ۲۷۴- محمد سالم، البلاغۃ العمریۃ، ۱: ۳۲۵

[11] Muḥammad bin Muḥammad Al Ghazālī, *Ḥaqūq al Insān Bayn Ta'ālīm al Islām Wa I'lān al Umam al Muttaḥiddah*, n.d., 111.

الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد، حقوق الانسان بین تعالیم الاسلام واعلان الامم المتحدہ، ۱۱۱

[12] ʻYūsuf bin ʻAbdullah Ibn ʻAbd al Barr Al Qurṭabī, *Al Istī'āb Fī Ma'rifah al Aṣḥāb* (Dār al Jiyāl, 1992), 3: 1255; ʻAlī bin ʻUmar Al Dār Quṭnī, *Al Mu'talaf Wal Mukhtalaf* (Beirūt: Dār al Maghrib al Islāmī, 1986), 3: 1713.

ابنِ عبد البر القرطبی، یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الجیل، بیروت، ۱۹۹۲ء، ۳: ۱۲۵۵۔ الدارقطنی، ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن النعمان بن دینار، المؤتلف والمختلف، بیروت، دار المغرب الاسلامی، ۱۹۸۶ء، ۳: ۱۷۱۳۔

[13] Yaqūb bin Ibrāhīm Abū Yūsuf, *Al Khirāj* (Al Maktabah al Azhariyyah lil Turāth, n.d.).

ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، الخراج، المکتبۃ الازھریۃ للتراث، ۱: ۱۵۵

[14] Akram Zia Al ʻUmarī, *'Aṣar al Khulafā' al Rāshidīdah* (Madinah: Maktabah al ʻUlūm wal Ḥikam, 1994), 153.

اکرم ضیاء العمری، عصر الخلافۃ الراشدہ، مدینۃ المنورہ، مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۹۹۴ء، ص: ۱۵۳

[15] Muḥammad bin Muḥammad Al Khādamī, *Barīqah Maḥmūdiyyah Fī Sharḥ Ṭarīqah Muḥammadiyyah Wa Sharī'ah Nabaviyyah Fī Sīrah Aḥmadiyyah* (Maṭba'ah Al Ḥalabī, 1348), 3: 243.

الخادمی، محمد بن محمد، بریقۃ محمودیۃ فی شرح طریقۃ محمدیۃ وشریعۃ نبویۃ فی سیرۃ احمدیۃ، مطبعۃ الحلبی، ۱۳۴۸ھ، ۳: ۲۴۳

[16] ʻAbd al Razzāq bin Humām Al Ṣan'ānī and Ḥabīb al Raḥmān al A'ẓamī, *Al Muṣannaf*, 2nd ed. (Beirūt: Al Maktab al Islāmī, 1403), Ḥadīth # 610090.

الصنعانی، عبدالرزاق بن ھمام، المصنف، الہند، المجلس العلمی، حدیث رقم: ۶۱۰۰۹۰

[17] Al Ḥaḍar, *Al Balāghah al 'Umariyyah,* 1: 76.

محمد سالم الحضر محمد، البلاغۃ العمریۃ، ۱: ۷۶

[18] Abū Yūsuf, *Al Khirāj*, 1: 138.

ابو یوسف، الخراج، ۱: ۱۳۸

[19] Muslim bin Al Ḥajjāj Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, ed. ʻAbd al Bāqī Muḥammad Fawād (Beirūt: Dār ʻIḥyā' al Kutub al ʻArabī, n.d.), Ḥadīth # 2613; Aḥmad bin Muḥammad al Shaybānī Ibn Ḥambal, *Al Musnad*, ed. Sho'ayb al Arnā'ūṭ, 1st ed. (Damascuss: Mu'assasah Al Risālah, 2001), Ḥadīth # 15334; Aḥmad bin Shu'ayb Al Nasa'ī, *Al Sunan al Kubra*, 1st ed. (Beirūt: Mu'assasah Al Risālah, 2001), Ḥadīth # 87188.

امام مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی، حدیث رقم: ۲۶۱۳۔ ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند الامام احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۱ء، حدیث رقم: ۱۵۳۳۴۔ النسائی، سنن النسائی، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۱ء، حدیث رقم: ۸۷۱۸۸

[20] Ṣāliḥ bin Ghānim Ibn Ghānim, *Wujūb Taṭbīq al Sharī'ah al Islāmiyyah Fī Kull 'Aṣar* (Riyadh: Dār Balansiyyah, 1997), 1: 247; Abū Yūsuf, *Al Khirāj*.

صالح بن غانم بن عبداللہ، وجوب تطبیق الشریعۃ الاسلامیۃ فی کل عصر، الریاض، دار بلنسیۃ، ۱۹۹۷ء، ۱: ۲۴۷۔ ابو یوسف، الخراج، ۱: ۱۳۹

[21] Muḥammad Karam Shah Al Azharī, *Ḍiyā' al Qur'ān* (Lahore: Ḍiyā' al Qur'ān Publications, 1995), 2: 867.

محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۱۴۰۲ھ، ۲: ۸۶۷، ۸۶۸

[22] Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, Ḥadīth # 3052.

امام بخاری، صحیح البخاری، حدیث رقم: ۳۰۵۲

[23] Philips Haiti, *History of the Arabs* (London: Macmillan Education Limited, 1989), 170.

[24] Haiti, 225.

[25] Montgomery William Watt, *Islamic Political Thought* (Edinburg: Edinburg University Press, 1987), 51.